ہدیہ

خطبۂ استقبالیہ

جو لقب سلطان الشعراء
کے جلسۂ شکر منعقدہ
۱۰ امرداد ۱۳۵۱ف
بمقام زمرد محل پڑھا گیا

از
حسن یار جنگ
صدر استقبالیہ
خلف امیر پائیگاہ نواب سلطان الملک بہادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز صدر اور حاضرین کرام

میں اس جلسہ میں جو ملک کے صاحبانِ علم و فن کی جانب سے بندگان اقدس کی خدمتِ ہمایونی میں نذرِ تشکر پیش کرنے کی خاطر منعقد کیا گیا ہے، جلسہ کے صدر راجہ دھرم کرن بہادر آصفجاہی کا نہایت مسرت کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہوں جو مشاہیر اُمرائے ملک سے ہیں۔ نیز مالکِ مجازی اور ملک کے ساتھ نہ صرف آپ کے بلکہ ہمیشہ سے آپ کے قدیم و معزز خاندان کی خیر خواہی و جان نثاری اور پبلک کے ساتھ دلی ہمدردی ایسے مشہور صفات ہیں جن کے بعد کسی مزید تعارف کی حاجت باقی

نہیں رہتی۔ آپ کی علم دوستی اور فنونِ لطیفہ سے دلچسپی کے لحاظ سے اس رفیع الشان جلسہ کی صدارت کے لئے آپ کا یہ قابلِ رشک انتخاب نہایت موزوں برجا ہے میں پبلک اور ارکان کمیٹی کے ساتھ آپ کو مبارک باد بھی دیتا ہوں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیائے علم و ادب اور شعر و سخن کے لئے اور بالخصوص ہم حیدرآبادیوں کے لئے یہ امر باعثِ فخر رہے گا کہ جلالت الملک سلطانُ العلوم نے نواب فصاحت جنگ بہادر جلیلؔ کے پیش کردہ لقب "سلطانُ الشعرا" کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔

شاعری میں نواب فصاحت جنگ بہادر کا جو پایہ ہے۔ اس کو یوں تو شاہِ ذیجاہ کی استادی کا فخر حاصل ہونے کے باعث دنیائے ادب میں ایک خاص درجۂ امتیاز حاصل تھا۔ اب بندگانِ اقدس کی خدمت میں "سلطانُ الشعراء" کا یہ موزوں لقب پیش کرنے کی وجہ سے

اور چار چاند لگ گئے ہیں۔ یہ نواب فصاحت جنگ بہادر ہی کا حصہ ہے کہ آپ کو ایک ایسے بلند مرتبت' اعلےٰ اور جلیل الشان مسلم الثبوت شاگرد کی استادی کا شرف حاصل ہے۔ یقیناً حضرت جلیلؔ کو میں اس موقع پر قابلِ مبارکباد سمجھتا ہوں۔

اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ آج دنیائے شعر وسخن میں ہمارے شاہ ذی جاہ کے سوا "سُلطان الشعرا" کا لقب کسی کو موزوں نہیں ہو سکتا۔ دنیائے علم و فضل بندگانِ عالی کے لقب "سُلطان العلوم" پر نازاں تھی ہی اور اب بندگانِ عالی کے "سُلطان الشعرا" کے لقب کو شرفِ قبولیت مرحمت فرمانے سے فنِ شعر کے لئے ایک تازہ مژدہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس پر جس قدر فخر و ناز کیا جائے بجا ہے۔

معزز حاضرین۔ جلالت الملک کی بلند پایہ شاعری' اعلےٰ تخیل اور فلاسفی پر اپنی رائے کا اظہار

کرنا، چھوٹا مُنہ اور بڑی بات ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ نواب فصاحت جنگ بہادر اپنے معروضوں میں جو وقتاً فوقتاً اخبار صبح دکن میں شائع ہوتے رہے ہیں، سلطان الشعراء کی شاعری اور اس کے دقیق نکات پر جن اعلیٰ خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں، اس سے بندگان عالی کی کمال شاعری پر ایک حد تک روشنی پڑتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آنے والی نسلیں بندگانِ عالی کے کلام فصاحت التیام کو ماہرانہ درجۂ امتیاز عطا کریں گی۔ اور بندگانعالی کا کلام اہلِ علم و فن کی نظروں میں ہمیشہ مہر و ماہ کی طرح درخشاں رہے گا۔

حضرت بندگانِ عالی کی شاعری کے نکات اور اس کی فصاحت و بلاغت پر پوری طرح تبصرہ کرنے کے لئے ضخیم جلدوں کی ضرورت ہے مگر بعض دلکش خصوصیات جو ہر سخن سنج کے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتے

ان کا مختصراً ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں۔

بہت شاذ ایسا ہوتا ہے کہ ذہنی کردار شخصی زندگی کا آئینہ ہو۔ لیکن حضور اقدس واعلیٰ کے ذہنی کردار اور روزمرہ زندگی میں ایک عجیب دلفریب توافق ہے۔ حضور اقدس کی پاک اسلامی زندگی اور اعلیٰ مذہبی خیالات کی جھلک ہم حضور اقدس کی بلند پایہ شاعری میں پاتے ہیں۔ بندگان عالی کی شاعری نہ صرف مسلم قیادت کی حامل ہے بلکہ میدانِ سیاست میں حضرت بندگانِ عالی کے دوررس خیالات ہمیشہ ملک قوم کی قیادت میں مصروف رہتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اسلامی زندگی میں انہماک کے باوجود حضرت بندگان عالی نے اپنے فکرِ سخن کا موضوع دیگر مذاہب کے اکابرین کو بھی بنایا ہے۔ مثلاً کرسمس کے مواقع پر حضور اقدس کے قطعات اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔ اور پارسیوں کی عید اور دیگر مذہبی

تیوہاروں کے موقع پر بھی جہاں پناہ کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے ہیں۔ جو بندگانِ اقدس کی وسعتِ نظر کے علاوہ، اصولاً ہمہ رنگی مذاہب کی مقبولیت کی بین دلیل ہے۔

بندگانِ عالی کی اُردو شاعری کا جواب اس کے مخصوص فنی رتبہ کے لحاظ سے آج ہندوستان میں نہیں ہے۔ حضورِ اقدس ہندی میں بھی طبع رسا رکھتے ہیں۔ دوہے، ٹھمریوں وغیرہ میں کافی دسترس ہے، جو ہندی شاعری کے بڑے اصناف سخن سے ہیں۔ فارسی کی سی پاکیزہ زبان جس کو یورپ بھی ایشیا کی شیریں ترین زبان مانتا ہے، ہندوستان میں سرکاری زبان کی حیثیت سے دفاتر سے خارج ہو جانے کے بعد، مردہ ہو چکی تھی، مگر بندگانِ عالی نے اپنے فارسی نظم و نثر کے طفیل، پھر اس میں زندگی ڈال دی جس کے نتیجہ کے طور پر یہ شیریں زبان پھر ملک میں

مقبولِ خاص و عام ہو رہی ہے۔ اور ملک میں فارسی علم و ادب کے چرچے ہونے لگے ہیں۔ حضرت بندگانِ عالی کے قطعہ ہائے تاریخ جو نہایت برجستہ اور فی البدیہ ہوتے ہیں ایک خاص اہمیت اور ماہرآنہ پایہ رکھتے ہیں۔

معزز حاضرین۔ بندگان عالی کی شاعری پر تبصرہ کرنے کے لئے ایک اعلےٰ درجہ کے نکتہ سنج مبصّر کی ضرورت ہے۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ مجھ میں یہ اہلیت نہیں ہے۔ ہم اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا حکیم السیاست اور روشن دماغ بادشاہ عطا فرمایا ہے جو میدانِ حکومت و سیاست میں ید طولےٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ جہانِ علم و ادب میں بھی درجۂ منتہائے کمال رکھتا ہے۔ اور ہم اس پر جس قدر فخر کریں کم ہے۔

میں ان چند کلمات کے ساتھ بندگانِ اقدس

و اعلیٰ کی خدمتِ ہمایونی میں آپ حضرات کے ہمراہ
نذرِ تشکر گزراننے میں شریک ہوتا ہوں۔ اور میری دعا
ہے کہ خداوند تعالےٰ ذاتِ شاہانہ کو مع خانوادۂ عالیۂ
شاہی ہمارے سر پر ہمیشہ قائم و دائم رکھے آمین۔

حسن یار جنگ

خلف امیر پائیگاہ نواب سلطان الملک بہادر

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس سیلوره

حیدرآباد